انسانی اعضا کے عطیہ اور انکی پیوند کاری کی شرعی حیثیت کا تحقیقی جائزہ

Donation of Human Organs and Transplantation in The Light of Islam

محمود احمد*

ڈاکٹر حافظ منیر احمد*

Abstract
Specialists and clinicians must get settled with the factors that impact the great excitement, physical, and significant quality of their patients that are outside the cognizance of the generally superior worth systems. Though various scholars have kept an eye on the social and ethnical factors, very few have considered the effect of religion. Islam, as the greatest and whipping creating religion in the world, has devotees throughout the world, shows an absolute decent, good, and therapeutic framework, while it once in a while concurs conflicts with the standard and standard good framework. This paper familiarizes with the Islamic benchmarks of ethics in organ transplantation including human subject to address issues of religion and its ethics. Past reflections are discussed concerning why Muslim researchers were late to consider contemporary therapeutic issues, for instance, organ donation. Islam respects life and characteristics need of the living over the dead, as such empowering organ donation to be considered in certain conditions. The wellsprings of Islamic law are discussed more or less to see how the parameters of organ transplantation are induced. The possibility of compensated donation to ease the inadequacy of organs available for transplantation is reviewed.
Keywords: Transplantation, Autograf, Isograft, Allograft (homograft), Xenograft (heterograft)

تعارف

اعضاء کی پیوند کاری (ٹرانسپلانٹیشن) جدید علاج کے انتہائی پیچیدہ شعبے میں سے ایک ہے۔ آج کل گرافٹنگ اور اعضا کی پیوند کاری ایک اہم مسئلہ ہے۔ سرجری کے میدان میں حیرت انگیز پیشرفت ہوئی ہے اور اگر کوئی عضو صحیح طریقے سے کام کرنے میں ناکام رہتا ہے تو، سرجن اس فرد کی جان بچانے کے لئے کسی دوسرے اعضاء کو کسی زندہ یا مردہ شخص سے ٹرانسپلانٹ کرتے ہیں۔ دل، گردوں اور جگر جیسے تمام اہم اعضاء کی کامیابی کے ساتھ پیوند کاری کی جاسکتی ہے۔

اعضاء کی پیوند کاری کی تعریف: جراحی کے عمل سے صحت مند انسانی اعضاء کو ناکارہ اعضاء کی جگہ لگائے جانے کے عمل کو اعضاء کی پیوند کاری کہا جاتا ہے۔[1] یا وصول کنندہ کی صحت کو بہتر بنانے کی غرض سے صحت مند انسانی اعضاء کو ناکارہ اعضاء کی جگہ منتقل کرنے کے عمل کو اعضاء کی پیوند کاری کہا جاتا ہے۔[2] درج ذیل اعضاء کی پیوند کاری کی جاسکتی ہے۔

---

* پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

** ڈین، فیکلٹی شعبہ علوم اسلامیہ، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

۱۔لبلبہ ۲۔ پھیپھڑے ۳۔ گردے ۴۔ جگر ۵۔اندام نہانی ۶۔(تھامس) ایک غدود جو گردن کی جڑ میں ہوتا ہے ۷۔عضو تناسل نسانس کی نالی ۸۔دانی بچہ ۹۔ہڈیاں ۱۰۔دل ۱۱۔رگیں۔ ۱۲۔کارنیا ۱۳۔دل کی والوز ۱۴۔جلد ۱۵۔ہڈیوں کا گودہ وغیرہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ عام طور پر ٹرانسپلانٹڈ اعضاء ہیں۔[3]

اعضا کی پیوند کاری کی اقسام

اعضا کی پیوند کاری کی چار اقسام ہیں:

آٹو گرافٹ: جس میں کسی فرد کے جسم کے ایک حصے سے کسی عضو یا ٹشو کی جسم کے دوسرے حصے میں پیوند کاری کی جاتی ہے۔

اسو گرافٹ: جینیاتی طور پر ایک جیسے جڑواں حصے میں کسی عضو یا ٹشو کی پیوند کاری کی جاتی ہے۔

الو گرافٹ (ہومو گرافٹ): عضو کو ایک فرد سے لیا جاتا ہے اور دوسرے فرد میں پیوند کر دیا جاتا ہے۔ زیادہ تر پیوند کاری میں الو گرافٹس پیوند کاری شامل ہیں۔

زینو گرافٹ (ہیٹرو گرافٹ): عضو یا ٹشو کسی ایک جانور سے لیا جاتا ہے اور اس کی کسی انسان میں پیوند کاری کی جاتی ہے، مثلاً چمپنیزی یا بنمانس کے اعضاء انسان میں پیوند کئے جاتے ہیں۔[4]

اعضا کی پیوند کاری کی تاریخ

اعضا کی پیوند کاری کا آغاز مصر سے ہوا جہاں دانتوں کی پیوند کاری کی جاتی تھی وہ مصر سے یونان، روم اور پھر ہندوستان منتقل ہوا کٹے ہوئے ناک کان وغیرہ کی پیوند کاری کی جاتی تھی۔ یہ زمانہ قبل مسیح کا ہے پھر یونان اور روم کے بعد مسلمانوں میں سولہویں صدی تک یہ سلسلہ جاری رہا اس کے بعد مستقل طور پر پیوند کاری کا آغاز ہوا۔ ۱۹۰۵ میں (آنکھوں) قرینے کی پیوند کاری کا آغاز کیا گیا۔[5]

۱۸۸۱ میں پہلی مرتبہ مردہ شخص کی جلد لے کر زندہ کو پیوند کاری کی گئی۔[6] ۱۹۴۸ میں ڈاکٹر ہیزج نے پہلی مرتبہ دل کی شریانوں کی پیوند کاری کی۔[7] ۱۹۶۸ میں پہلی مرتبہ ڈاکٹر کرسٹین برناڈ نے افریقہ میں دل کی پیوند کاری کا کام کیا[8] ۱۹۶۲ میں گردے کی کی پیوند کاری کا کا مستقل کام شروع ہوا۔ ۱۹۶۳ میں ڈاکٹر جیمز ہارڈی نے نے پھیپھڑے کی پیوند کاری کی[9]۔ ۱۹۶۸ میں ہی ڈاکٹر رچرڈ سے نے پنکریاز کی پیوند کاری پر کام کیا۔[10] ۱۹۵۴ میں ڈاکٹر ڈیوڈ ہیوم نے گردے کی پیوند کاری کا آغاز کیا[11]۔ ۱۹۶۸ء میں ڈاکٹر تھامس نے جگر کی پیوند کاری کی[12]. ۱۹۷۱ میں انگلیوں کی پیوند کاری ۱۸۶۶ میں جلی ہوئی جلد کی پیوند کاری[13] ۱۹۱۳ میں زبان کی پیوند کاری۔[14] میں بیضہ دانی (رحم) کی پیوند کاری کی گئی زندہ عورت کا رحم نکال کر دوسری عورت کے لگایا گیا۔[15] لیکن رحم کی پہلی کامیاب پیوند کاری ۲۰۱۳ میں ترکی میں کی گئی ڈیریا سیرت دنیا کی پہلی خاتون ہیں۔ جنہوں نے عطیہ کردار رحم کی پیوند کاری کرائی اور کامیاب ہوئی[16]۔ ۲۰۰۴ میں امریکہ میں پورے چہرے کی پیوند کاری کا تجربہ کیا گیا[17]۔ ۱۹۸۹ میں پہلی مرتبہ آنتوں کی پیوند کاری کی گئی[18]۔ اور ۱۹۹۹ میں کلائی کی پیوند کاری کی گئی۔[19] ۱۹۷۹ ۱۹۶۸ میں پٹھوں کی پیوند کاری کی گئی[20] ۱۹۹۸ میں ہاتھ کی پیوند کاری کی گئی۔[21]

انسانی اعضاء کی پیوند کاری بحثیت مجموعی ایک جدید مسئلہ ہے جو میڈیکل سائنس کی ترقی کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے۔ لیکن اس کے بعض جزوی مسائل تو بہت ہی جدید ہیں۔

ان جدید طبّی مسائل اعضائے مخصوصہ دماغی خلیوں اور اعصابی نظام حدود و قصاص میں کٹے ہوئے اعضاء اور جنین کی پیوند کاری مراد ہے ان کی بالاختصار وضاحت کی جاتی ہے

کٹے ہوئے اعضا کی پیوند کاری اسوۂ رسول کی روشنی میں

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے متعدد ایسے واقعات کا ثبوت ملتا ہے جن میں طبیب کائنات نے اپنے صحابہ کرام کا علاج فرمایا۔ خصوصا وہ واقعات جن میں حضور علیہ السلام نے جسم سے الگ کئے گئے اعضاء کو دوبارہ اپنی جگہ پر قائم کر کے اپنے اعضاء کو دوبارہ پیوند کرنے کا جواز فراہم کیا ۔انسان کے جسم سے جو حصہ الگ ہو جائے اسے دوبارہ پیوند کرنا جائز ہے اس کا جواز رسول اللہ کے اپنے عمل سے ثابت ہے۔اس کی کچھ مثالیں ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:

۱۔ غزوہ بدر کے معرکہ میں حضرت خبیبؓ کا پہلو کٹ گیا تو حضور علیہ وسلام نے اسے جوڑ کر لعاب دہن لگایا تو وہ جڑ گیا۔

۲۔احد کے غزوہ میں حضرت قتادہ کی آنکھ زخمی ہو گئی اور ڈھیلا باہر نکل آیا تو وہ اپنی آنکھ کے ڈھیلے کو اپنی ہتھیلی پر اٹھائے ہوئے بارگاہ رسالت مآب میں گئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیوی ہے جس سے محبت کرتا ہوں اگر وہ میری آنکھ کو اس زخمی حالت کو دیکھ لے گی تو وہ مجھے ناپسند کرے گی۔ رسول اللہ نے آنکھ کے ڈھیلے کو اپنے دست مبارک میں لیا اور اس کے مرکز میں رکھ دیا تو وہ آنکھ درست ہو گئی اور دوسری آنکھ سے زیادہ حسین و جمیل لگنے لگی۔

۳۔ غزوہ بدر میں حضرت معاذ بن عفراء کا بازو جسم سے جدا ہو گیا تو رسول خدا نے اسے دوبارہ پیوند فرمایا تو وہ پہلے کی طرح جڑ گیا۔

۴۔اسی طرح حضرت رفاعہؓ کی آنکھ کا ڈھیلا تیر لگنے سے باہر نکل آیا تو آپ نے اس کی آنکھ کے ڈھیلے کو مرکز میں رکھ کر لعاب لگایا پھر دعا فرمائی تو اسی وقت تکلیف ختم ہو گی اور آنکھ درست ہو گی۔[22]

جمہور علما کے نذدیک اعضا کی پیوند کاری کی شرائط

جن علماء نے اعضاء کی پیوند کاری کو جائز کہا ہے۔ان کے ہاں یہ عمل تب تک درست ہو گا جب ذیل میں دی گی شرائط پائی جائیں:

۱۔اعضاء کے عطیہ کرنے والے نے اپنی زندگی میں ہی عضو نکالنے کی اجازت خود دی ہو یا اس کے ورثاء نے اس کی وفات کے بعد دی ہو۔

۲۔اعضاء کے عطیہ کرنے والے کی نیت خالص ہو کو اس کا مقصد محض راہ خدا میں اپنا عضو صدقہ کر دینا ہو اس کا بدل اس کو مطلوب نہ ہو جمیع فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے۔انسان کے کسی عضو کی بھی بیع و شراء جائز نہیں کیونکہ انسان ایک مکرم اور محترم ہے۔

۳۔ عضو نکالنے میں نعش کی ہیئت مثلہ جیسی نہ ہو جاتی ہو کیونکہ نبی کریم نے مثلہ کرنے سے روکا ہے۔

۴۔ عضو ایسا ہو جس کے نکالنے سے اعضاء کے عطیہ کرنے والے کی ہلاکت نہ ہو یا اس کی وجہ سے فالج زدہ نہ ہو جو اس کی دینی و دنیوی ذمہ

داریوں کے ادا کرنے میں رکاوٹ بنے۔

۵۔اعضاکے عطیہ کرنے والے نے مطلق طور پر اپنے اعضاء نکالنے کی اجازت دی ہو بغیر اجازت عضو کا نکالنا حرام ہے اور اگر عضو نکالنے کی صورت میں اس کی وفات ہو گئی یا اس کا کوئی عضو بے کار ہو گیا، ایسی صورت میں عضو نکالنے والے پر لازمی ہو گا کہ وہ دیت ادا کرے اگر بالقصد ایسا کیا ہے تو قصاص واجب ہو گا۔

٦۔ غیر کو بچانے کے لئے اعضاء کے عطیہ کرنے والے کا عضو اس وقت نکالا جائے گا جب کوئی متبادل موجود نہ ہو کیونکہ اصلا یہ فعل حرام ہے

۷۔اعضاء کے عطیہ کرنے والے کا عاقل بالغ ہونا ضروری ہے۔وہ فیصلہ کرنے میں خود مختار ہو اور وہ کسی قسم کے خارجی دباؤ کا شکار نہ ہو۔

۸۔ عضو نکالنے کا عمل تب کیا جائے جب پوری طرح متحقق ہو جائے کہ معطی کی وفات ہو چکی ہے۔[23]

اسلامی فقہ اکیڈمیز کا موٴقف اور شرائط

مختلف فقہ اکیڈمیز نے چند شرائط کے ساتھ اعضاء کی پیوند کاری کی اجازت دی ہے۔ذیل میں تمام فقہ اکیڈمیز نے اعضاء کی پیوند کاری کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ [24] کویت کی سرکاری کمیٹی برائے افتاء [25] اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا[26] اسلامک فقہ اکیڈمی اردن [27] اسلامی فقہ اکیڈمی ازہر مصر [28] اسلامی فقہ اکیڈمی سوڈانی[29] المجمع الفقہی الاسلامی جدّہ [30] اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان[31] اسلامک فقہ اکیڈمی الجزائر [32] یورپین علماء کی مجلس افتاء و تحقیق [33] سعودی عرب کے علماء کی دائمی کمیٹی [34] اور ہیئۃ کبار العلماء[35]

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

اسلامی نظریاتی کونسل نے دو گواہوں اور اقرب وارث کی موجودگی میں اعضاء کے استعمال کی وصیت کو جائز قرار دیا ہے ۔باقی تمام امور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کی تجویز سے ملتے جلتے ہیں۔کونسل نے اسے آرڈیننس کی شکل دے کر وزارت صحت کو بھجوادیا ہے،اب حکومت پاکستان نے اسے نافذ کر دیا ہے۔رپورٹ میں لکھا ہے کہ کونسل نے اس آرڈیننس کی تیاری میں مجمع الفقہ الاسلامی جدہ، المجمع الفقہی المکۃ المکرمہ، ہیئۃ کبائر العلماء سعودی عرب اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے فیصلہ جات کے ساتھ ساتھ دمشق کے محقق ڈاکٹر فارح کا علمی اور تحقیقی مقالہ بھی پیش نظر رکھا ہے۔[36]

البتہ کونسل نے وصیت کو جائز رکھ کر غلطی کی ہے۔جس سے اعضاء انسانی کی عمومی اہانت کا دروازہ کھولنا کے مترادف ہے۔اور یہ بھی واضح ہونا چاہے کہ پاکستان میں مانعین میں سے ڈاکٹر عبدالواحد کا موٴقف یہ ہے کہ ایک محدود حد تک پیوند کاری کی اجازت ہے مثلا (نیڈل بائی پاس) کے ذریعے عطیہ کرنے والے کے جگر کے کچھ خلیے لے کر مریض کے جسم میں داخل کر دیئے جائیں جس میں تقسیم در تقسیم کے عمل سے اضافہ ہو جائے گا۔اسی طرح اس عمل کے ذریعے ہڈی کا گودا (بون مارو) حاصل کر کے مریض کے جسم میں داخل کرنا جائز ہو گا۔[37]

اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کا مؤقف

إن أخذ من جسم إنسان حي وزراعه في جسم إنسان آخر مضطر إليه لانقض حياته أو لاستعادة وظيفه من وظائف الأعضاء الأساسية هو عمل جائز لا يتنافى مع الكرامة الإنسانية بالنسبة للمأ خوذ منه كما أن فيه مصلحة كبيرة إعانة خيرة لمزروع فيه[38]

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا مؤقف

يجوزنقل العضو من جسم الإنسان إلى إنسان آخر إن كان هذا العضو جدّد تلقنيا كدم ولجلد ويرعى فى ذالک اشتراط كون الباذل كامل الأهلية و تحقيق الشروط المعتبرة۔[39]

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا مؤقف

۱۔اگر کوئی تندرست شخص اپنے کسی عزیز یا کسی دوسرے شخص کو اس حالت میں دیکھتا ہے کہ اس کے دو صحت مند گردوں میں سے ایک عطیہ کئے بغیر مریض کو جان کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں اس کی جان صرف اس کے گردے کی وجہ سے بچ سکتی ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کی اپنی صحت بھی برقرار رہے گی تو ایسی صورت میں وہ عطیہ کر سکتا ہے۔ شخص اپنا عضو بغیر کسی قیمت کے

۲۔اگر کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ مرنے کے بعد اس کے اعضاء پیوند کاری کے لئے عطیہ کر دیے جائیں اس کی اس وصیت کو نافذ نہیں کیا جائے گا کیونکہ شرعی طور پر یہ اعضاء اس کی ملکیت نہیں ہیں اور اس کی وصیت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

۳۔کسی مریض کا مرض ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ ماہر اطباء کی روشنی میں سوائے عضو کی پیوند کاری کے اور کوئی دوسرا متبادل علاج مفید نہ ہو جبکہ کہ جس عضو کو تبدیل کیا جارہا ہے وہ عضو بھی موجود ہو ایسی صورت میں عضو دینے والی کی جان کو بھی کسی قسم کا خطرہ نہ ہو تو اس عضو کی پیوند کاری مباح ہے۔

۴۔انسانی اعضا کا خرید و فروخت کرنا حرام ہے۔[40]

اعضا کی پیوند کاری کے لئے جنین کے استعمال کا حکم

عام حالت میں تو جنین کو انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے لئے لیے استعمال کرنا جائز نہیں،البتہ چند صورتوں میں شرائط کے ساتھ اس کی اجازت ہے۔

۱۔اگر جنین زندگی برقرار رکھنے کے قابل ہے تو پھر اس کی زندگی کی بقاء اور حفاظت کے لئے تمام ترطبّی سہولیات مہیا کی جائیں گی اور اس کا مکمل علاج کیا جائے گا۔

۲۔اعضائے انسانی کی پیوند کاری کے لیے جنین کو استعمال کرنے کی غرض سے اسقاط کرانا جائز نہیں ہاں البتہ جو جنین بلا قصد خود بخود ساقط ہو جائے یا جو شرعی ضرورت کی بنا پر ساقط کیا گیا ہو اس پر شرعی موت واقع ہو چکی ہو تو اس کو استعمال میں لانا جائز ہے

۳۔اعضا کی پیوند کاری کے عمل کی سرپرستی ماہر اطباء کے سپرد ہونی چاہیے۔

۴۔مزکورہ عمل ضرورت کے تحت جائز ہے۔لیکن تجارتی مقاصد کے لئے استعمال کرناہر گزجائز نہیں

۵۔اگروہ زندگی برقرار رکھنے کے قابل نہیں تو پھر جب تک اس کی شرعی موت واقعہ نہ ہوجائے اس وقت تک اس کو پیوندکاری کے لیے استعمال میں لاناجائز نہیں[41]

حدود قصاص میں کٹے ہوئے اعضاء کی پیوندکاری کا حکم

میڈیکل سائنس کے ترقی یافتہ دور میں یہ ممکن ہوگیاہے کہ جیسے ہی چور کاہاتھ کاٹاجائے تواس کٹے ہوئے ہاتھ کواس کی کلائی کے ساتھ فورا پیوندکاری ہوسکتی ہے۔اس تناظر میں ائمہ عظام کے مذکورہ اختلاف کے تناظر میں اور امام ابویوسفؒ کے قول کے مفتٰی بہ ہونے کی بناپر چور کے کٹے ہوئے ہاتھ کی پیوندکاری جائز ہے یانہیں ؟اس میں علماء کی دوآراء ہیں :

پہلی رائے

یہ ہے کہ اللہ تعالی نے چور کاہاتھ کاٹنے کاحکم اس لئے دیاہے تاکہ وہ چوری کرنے سے باز رہے اور ممکنہ حد تک اس کی چوری کرنے کی صلاحیت ختم ہوجائے اور دوبارہ اس کاہاتھ جوڑنے میں اللہ تعالی کے اس حکم کی مخالفت ہے۔ہاتھ کاٹنے کے بعد دفن کردیناچاہئے اس کااب چور مالک ہے نہ کوئی اور شخص۔

دوسری رائے

یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے صرف ہاتھ کاٹنے کاحکم دیاہے جب چور کاہاتھ کاٹ دیاگیاتواللہ تعالٰی کے حکم پر عمل ہوگیا۔اللہ اوراس کے رسول نے دوبارہ ہاتھ جوڑنے کو منع نہیں کیااس لئے اگراس ہاتھ کو دوبارہ جوڑدیاگیاتو شرعاممنوع نہیں ہے۔اور حدیں صرف زجر کے لیے ہوتی ہیں اعضاء کو تلف کرنے کے لیے نہیں ہوتیں اور ہاتھ کاٹ دینے سے زجر کا تقاضاپوراہوجاتاہے کیونکہ جب مجمع عام میں چور کاہاتھ کاٹاجائے گاتو اسے دیکھنے والوں کو عبرت ہوگی اور نکال(عبرت)کاتقاضاپوراہوجائے گا۔[42]

فقہی اکیڈمی کامؤقف

شریعت اسلامیہ میں حدیاقصاص میں اعضاء کو کاٹنے سے مقصود یہ ہے۔کہ جرائم کاخاتمہ ہواس لئے لیے شریعت نے حدود مقرر کی ہوئی ہیں کہ اگرکوئی جرم کاارتکاب کرے تواسے سزاملے اور یہ سزادوسروں کے لئے عبرت بنے اور یہ سزادوسروں کے لئے عبرت تب ہی بن سکتی ہے جبکہ اس کے اثرات کو کوباقی رکھاجائے۔اس لیے حد نافذ کرنے کے بعد کٹے ہوئے عضو کوواپس لوٹاناجائز نہیں اسی صورت میں ہی تنفیذ حد کامکمل حق اداہوجاتاہے اور فریق ثانی مجنیٰ علیہ کے ساتھ بھی عدل وانصاف کاتقاضاپوراہوجاتاہے اور امن وسلامتی اور جرائم کااستعمال بھی اسی صورت میں ممکن ہے۔ لیکن بعض علماء نے حدیاقصاص میں کٹے ہوئے عضو کے واپس منتقل نہ کرنے کی چندصورتیں ذکر کی ہیں

ا۔فریق ثانی مجنیٰ علیہ (جو حدیاقصاص کامطالبہ کرنے والاہوتاہے) حد نافذ ہوچکنے کے بعد کٹے ہوئے عضو کوواپس لوٹ آنے کی اجازت دیدے تب بھی اس عضو کوواپس لٹاناناجائز ہے۔

۲۔وہ عضو جو کسی بھی غلطی کی بنا پر پر کاٹ دیا گیا ہو خواہ غلطی حاکم (قاضی) کی طرف سے ہو یا جلاد (حد نافذ کرنے والا) کی طرف سے ہو اس کٹے ہوئے عضو کو واپس اپنی جگہ لوٹانا جائز ہے۔

۳۔اگر وہ زندگی برقرار رکھنے کے قابل نہیں تو پھر جب تک اس کی شرعی موت واقعہ نہ ہو جائے اس وقت تک اس کو پیوندکاری کے لیے استعمال میں لانا جائز نہیں

۴۔جانی جرم کا ارتکاب کرنے والا اس کٹے ہوئے عضو کو واپس لوٹانے پر بھی قادر ہو اس عضو کو واپس لوٹانا جائز ہے۔[43]

کٹے ہوئے اعضاء کو پیوند کرانے میں فقہاء کرام کا نظریہ

امام احمد بن حنبل، امام مالک اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کٹے ہوئے اعضاء کی پیوندکاری مباح ہے جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد اور شوافع اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔

فقہائے احناف کا مؤقف

فقہائے احناف کا اس مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا ہے کہ انسان کے جسم کے الگ ہونے کے بعد اس کے اعضاء و اجزاء طاہر ہیں کہ نجس امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گرے ہوئے دانت کو دوبارہ لگانا مباح نہیں۔امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے۔

علامہ کسائیؒ لکھتے ہیں:

اگر کسی شخص کا دانت گر جائے تو اس دانت کی جگہ مردہ کا دانت لگانا بالاجماع مکروہ ہے اسی طرح امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی دانت کو دوبارہ لگانا بھی مکروہ ہے لیکن کسی ذبح شدہ بکری کا دانت لے کر اس کی جگہ لگانا جائز ہے اور امام ابو یوسف نے کہا اپنے دانت کو دوبارہ لگانے میں کوئی حرج نہیں اور دوسرے کا دانت لگانا مکروہ ہے۔[44]

امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے۔یعنی اگر کوئی عضو جسم سے علیحدہ ہو جائے تو اسے دوبارہ اپنی جگہ پر پیوند کرنا جائز ہے۔

فقہائے شافعیہ کا مؤقف

امام شافعی فرماتے ہیں: "ان ساقطت سنّہ صارمیتۃ فلا یجوزبابعد ما بانت" [45] اگر کسی شخص کا دانت ٹوٹ جائے تو وہ دانت مردہ کے حکم میں ہو جائے گا اور الگ ہونے کے بعد دوبارہ اس دانت کو اس جگہ لگانا جائز نہیں۔

فقہائے حنابلہ کا مؤقف

علامہ ابن قدامہؒ لکھتے ہیں: صحیح مذہب یہ ہے کہ آدمی زندہ ہو یا مردہ پاک ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا مومن نجس نہیں ہوتا اور آدمی کے اجزاء کا حکم وہ ہے جو کل آدمی کا حکم ہے۔[46]

فقہائے مالکیہ کا مؤقف

علامہ دسوقیؒ فرماتے ہیں:"فاذا اسقطت السّن جاز ردھا وربطھا بشریط من ذەب او من فضة وانما جاز ردھا لان الآدمی

طاھرہ"[47] جب دانت گر جائے تو اس کو دوبارہ لگانا مباح ہے اور اسے سونے چاندی کی تاروں سے باندھنا بھی جائز ہے اور گرتے ہوئے دانت کو دوبارہ لگانا اس لئے جائز ہے کہ آدمی کا مردہ جسم پاک ہے۔

ضرورت سے زائد تلقیح شدہ بیضات کی پیوندکاری کا حکم

مصنوعی تخم ریزی ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور متبادل ماں میں مصنوعی حمل کاری کے بعد جو بیضات اضافی ہوں۔ان کی پیوندکاری کے جواز یا عدم جواز پر معاصر علماء کی دو آراء ہیں۔

پہلی رائے

معاصر علماء میں سے سے اکثر علماء نے تنقیح کے بعد اضافی بیضات کو حدود شریعہ کے اندر رہتے ہوئے پیوندکاری کیلئے استعمال کو درست قرار دیا ہے۔

دوسری رائے

دوسری رائے کے مطابق اضافی بیضات کو پیوندکاری کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

مجوزین کے دلائل

ا۔ جس طرح میت کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔اس سے استفادہ کرنا بھی جائز ہے۔[48]

۲۔اضافی بیضات تلقیح کے بعد مردے کے حکم میں ہیں لہذا ان سے استفادہ کرنا درست ہے۔[49]

۳۔ طبّی، علمی اور انسانی حوالے سے بہت سارے فوائد وابستہ ہیں[50] ارشاد باری تعالیٰ ہے۔رب زدنی علما[51]

۴۔ قرآن پاک میں ہے ثم جعلناہ نطفته فی قرارمکین[52] اس آیت کے مطابق جو رحم میں پہنچ گیا اس پر انسان کا لفظ صادق آئے گا اور یہ تو اضافی بیضات ہیں ان کا اطلاق نہیں ہوتا[53] لہٰذا مجوزین کے نزدیک اضافی بیضات سے مختلف انسانی اعضا تیار کرکے انسانی پیوندکاری جائز ہے۔

مانعین کے دلائل

یہ مستقبل میں مستقل انسان بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کا اصل مقام رحم مادر ہے چونکہ اس طریقہ سے استفادہ کرنا نامناسب ہے۔[54]

سد ذرائع کے طور پر کیونکہ اس طرح انسان ایک حد سے تجاوز کر جائے گا۔[55]

تخلیق انسانی کی توہین ہے خالق کائنات نے انسان کو مکرم تخلیق کیا ہے[56]

فقہ اکیڈمیز کے فیصلے

انڈیا فقہ اکیڈمی کا مؤقف

ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے حمل کے استقرار اور اس کی ابتدائی نشوونما کے جدید طریقے اختیار کرنے کی صورت میں اگر زوجین ہی کا نطفہ استعمال کیا جائے اجزاًکو انسانی اعضاء کی تیاری میں استعمال کیا جائے تو جائز ہے۔[57]

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا موٴقف

اتلقیح شدہ بییضوں میں سے کسی بھی طریقے سے زائد حاصل ہو جائے تو اس کو طبّی توجہ کے بغیر ویسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ اس زائد بیضہ کی زندگی طبّی طور پر ختم ہو جائے۔[58]

زیادہ راجح یہ کہ زوجین کے تلقیح شدہ اضافی بیضات کو بیکار چھوڑنے سے ان کا محفوظ کر لینا بہتر ہے تاکہ بوقت ضرورت استعمال کیا جا سکے۔

اعضائے مخصوصہ کی پیوندکاری کا حکم

میڈیکل سائنس کی تحقیق کے مطابق انسانی جسم میں اعضائے مخصوصہ دو قسم کے ہیں، بعض اعضاء وہ ہیں جو صفات کو منتقل کرنے کا ذریعہ ہیں اور بعض اعضاء وہ ہیں جو صفات کو منتقل کرنے کا ذریعہ نہیں بنتے۔ اسی وجہ سے اعضائے مخصوصہ کی پیوندکاری میں معاصر علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے اس مسئلے میں تین موقف ہیں:

(الف) اعضائے مخصوصہ کی پیوندکاری جائز ہے (ب) اعضائے مخصوصہ کی پیوندکاری حرام ہے۔ (ج) ایک بیضہ دانی کی پیوندکاری جائز ہے۔

مجوزین کے دلائل

ا۔ وراثتی صفات اور جینیات کی یکجائی یا مشابہت ثابت شدہ حقائق کے خلاف ہے، ایک ماں بیٹوں کی ولادت عام مشاہدے کی بات ہے اور دونوں کی اولاد میں نکاح جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ وراثتی اور جینیاتی خصائص کی منتقلی ضروری نہیں ہے۔ اگرچہ افضل یہی ہے کہ خصیتین اور باقی اعضائے تناسل منتقل نہ کئے جائیں۔

۲۔ جب خصیہ کی پیوندکاری مکمل ہو گئی تو یہ خصیہ اس شخص کی ملکیت اور اس کے جسم کا حصہ شمار ہو گا جس کو پیوند کیا گیا ہے۔ اور یہ (ڈونر) یعنی پہلے مالک کی ملکیت شمار نہ ہو گا۔ انتقال ملکیت کے بعد اس کے سارے اعمال کے لیے استعمال کے لیے شرعاً وہی مسوٴل و ذمہ دار ہو گا جس کے جسم میں لگایا گیا ہے۔

۳۔ مادہ منویہ اور حیوانات منویہ تو دراصل دوسرے مرد کے ہیں۔ خصیہ تو صرف ان کو آگے پھینکنے یا نکالنے کا کام سرانجام دے رہا ہے۔ گویا یہ صرف آلہ اور ذریعہ ہے۔[59]

مانعین کے دلائل

وہ علما جو اعضائے مخصوصہ کی پیوندکاری کو حرام قرار دیتے ہیں ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روائت ہے کہ ہم نے ایک غزوہ میں آپ سے خصی ہونے کی رخصت طلب کی تو حضور ﷺ نے اسے منع کر دیا[60] وہ شخص جو اعضائے مخصوصہ دے گا وہ خصی ہو گا کیوں کہ اس سے اس کی نسل ختم ہو جائے گی لہٰذا اس حدیث کی وجہ سے یہ فعل حرام ہے۔[61]

۲۔ مرد یا عورت کے ظاہری اعضاء تناسل مرد کا آلہ ذکر اور نسوانی شرمگاہ یعنی عورت مغلظہ کی منتقلی حرام اور ناجائز ہو گی۔ کیونکہ یہ شرم و حیا

اور غیرت کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ شرم وحیاء اور غیرت کا دینی اخلاقی تصور رکھنے والا کوئی انسان اس کو اپنی ماں بہن، اور دیگر محرمات کے معاملات میں برداشت کرنے کا روادار نہیں ہوگا۔۳۔ منقول منہ کے لیے تغیر خلق اللہ ہے نیز مثلہ بھی ہے اور یہ نصوصِ کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ کے بھی مخالف ہے۔ خصیتین اور بیض دونوں کی منتقلی سے نسب میں اختلاط واشتباہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ہر وہ کام جو اشتباہ پیدا کرے حرام ہے۔ اس لیے یہ بھی حرام شمار ہوگا۔ اب رہی یہ بات کہ خصیتین اور بیض کے منتقل کرنے سے شخصی اور وراثتی اوصاف وخصائص بھی منتقل ہوتے ہیں یا نہیں۔ اس باب میں فیصلہ اطباء ماہرین سے لینا چاہیے اور ہماری معلومات کے مطابق اطباء اس سوال کا جواب ہاں میں دیتے ہیں جس بنا پر اس ماہرانہ رائے کے بعد اس کی حرمت میں شبہ نہیں ہونا چاہیے۔[62]

۴۔ اعضائے مخصوصہ کی پیوندکاری ضروریات اور حاجات دینی کا حصہ نہیں ہے جبکہ تحسینات میں سے ہے۔ لہذا اسی لیے اجنبی مرد یا عورت کی شرمگاہ کو دیکھنے کی اجازت نہیں[63]،

۵۔ یہ تغیر تخلیق الٰہیہ کی وجہ سے حرام ہے۔[64] جیسا کہ عبداللہ ابن مسعود کی روائت (لعن اللہ الواشمات) ہے[65] حصیتیں اور بیضین مستقبل میں جب دوسرے جسم کے ساتھ پیوند کئے جائیں گے تو اس حدیث کی بنا پر یہ عمل حرام ہوگا۔[66]

۶۔ ایک عورت کا رحم دوسری عورت میں منتقل کرنا اجارے کی صورت اخیار کر جاتا ہے۔ جس کی فقہاء نے ممانعت کی ہے۔[67] یہ عمل نکاح استبضاع کے مشابہ ہونے کی بنا پر بھی حرام کا حکم رکھتا ہے۔[68]

۷۔ جس طرح مصنوعی تولید میں اجنبی عورت کے رحم کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں، اختلاط نسب کی وجہ سے اسی طرح یہاں میں اختلاط نسب کی وجہ سے خصیتین اور بیضین کو پیوند کرنے کی اجازت نہیں۔[69]

تیسرا موٴقف

۔ ایک خصیہ، ایک بیضہ دانی کی پیوندکاری جائز ہے

خصیتین کی منتقلی قطع نسل کا سبب بنتی ہے جبکہ ایک کے منتقل کرنے میں ایسا نہیں ہے۔[70]

جس طرح دوسرے اعضاء میں ایک کو منتقل کرنا جائز ہے جیسے گردے وغیرہ تو ضرورت کے موقع پر یہ بھی جائز ہے۔[71]

عدم جواز پر اجماع

ڈاکٹر مصطفی ذہبی نے اعضاء مخصوصہ کی پیوندکاری کی ممانعت پر تمام فقہا کا اجماعی موٴقف نقل کیا ہے۔ ان جمیع الفقہاء اتفقوا علی عدم جواز نقل الخصیة او المبیض[72]

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا موٴقف

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا فیصلہ یہ کہ ان اعضاء کو منتقل کرنے کی صورت میں جو موروثی صفات کی منتقلی کا باعث ہیں چونکہ خصیہ اور بیضہ دانی متعلقہ شخص کی موروثی صفات کی حامل ہوتے ہیں حتٰی کہ دوسری جگہ منتقل کرنے کے بعد بھی ان کی یہ صفات باقی رہتی ہیں اس لیے ان کی

پیوند کاری حرام ہے۔اعضائے مخصوصہ کے علاوہ تناسلی نظام کے بعض دوسرے اعضاء جو موروثی صفات کو منتقل نہیں کرتے ان کی پیوند کاری جائز ہے۔[73]

دماغی خلیوں اور اعصابی نظام کی پیوند کاری کا حکم

دماغی خلیوں اور اعصابی نظام کی پیوند کاری کا مقصد ایک انسانی دماغ کو کسی دوسرے انسان کو منتقل کرنا نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد دماغ کے مخصوص خلیات جو کیمیاوی اور ہارمونی مادوں کو برابر مقدار میں خارج کرنے سے قاصر رہتے ہیں،ان کا علاج کرنا ہے۔اس کے لیے دوسری جگہ سے حاصل شدہ انہی کے مثل خلیوں کو ان کی جگہ پر رکھا جاتا ہے۔اسی طرح اس عمل کا مقصد کسی چوٹ اور ضرب کے نتیجے میں اعصابی نظام میں واقع شدہ خلا کا علاج کرنا ہے:

ا۔اگر نسیجوں کے حصول کا ماخذ اسی مرض کا کلوی غدود ہو اور اس مریض کا جسم اس کو قبول کرلیتا ہو۔ تو شریعت کے اعتبار سے اس کی پیوند کاری میں کسی قسم کا حرج نہیں۔

۲۔اگر نسیجوں کے حصول کا ماخذ ایسے زندہ خلیے ہوں جو جنین باکر کے دماغ سے حاصل کیے گئے ہوں تو اس کا شرعی حکم مندرجہ ذیل صورتوں کے اعتبار سے مختلف ہوگا۔

۳۔اگر اس کا ماخذ کوئی حیوانی جنین ہو، تو اگر اسی طریقے کی کامیابی کا امکان ہو اور جس میں شرعی خرابیاں لازم نہ آتی ہوں تو ان کو اپنانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

پہلا طریقہ

یہ کہ دماغی خلیوں سے استفادہ کے لیے خصوصی طریقوں سے ان کی افزائش کی جائے۔شرعاًاس طریقے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ افزائش کردہ خلیوں کا ماخذ شرعی ہو اور اسے شرعی طریقے پر حاصل کیا گیا ہو۔

دوسرا طریقہ

اس کا ماں کے پیٹ میں موجود انسانی جنین سے رحمِ مادر کو جراحی کے ذریعے کھول کر براہ راست حاصل کیا جائے۔اس طریقے میں جنین کے دماغ سے سے خلیوں کو حاصل کرتے ہیں اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔یہ طریقہ شرعاً حرام ہے یہ عمل جنین کے بلا قصد طبعی اسقاط یا جنین کی موت کا یقین ہو جانے کے بعد ماں کی زندگی بچانے کے لئے کیے گئے اسقاط کے بعد کیا جائے۔[74]

نتیجہ بحث

جدید ٹیکنالوجی کے اس دور میں جس طرح دنیا کے ہر شعبے نے ترقی کی ہے اسی طرح میڈیکل سائنس نے بھی بہت ترقی کی ہے اور ہر قسم کے پیچیدہ سے پیچیدہ امراض کا بھی علاج تلاش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ایسے علاج دریافت کیے گئے ہیں جن کا قرون اولیٰ میں تصور بھی نہیں کیا جاتا تھا۔آلودگی اور موسمی تغیرات کی وجہ سے انسانی اعضاء بہت تیزی سے بیکار ہو رہے ہیں اور ہزاروں لوگ اعضاء کے بیکار ہونے کی

وجہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں اگر کسی شخص کا کوئی عضو بیکار ہو جائے تو اس کا علاج بھی موجودہ میڈیکل سائنس میں ممکن ہے ڈاکٹرز مریض کے بیکار اعضاء کی جگہ کسی شخص کے صحت مند اعضاء کو پیوند کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ علاج بڑا مفید ثابت ہوا ہے جس سے ہزاروں لوگوں کی جانیں بچائی جا رہی ہیں۔

دنیا بھر میں اس وقت مختلف اعضاء انسانی کو جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے بڑے کامیاب طریقے سے پیوند کیا جارہا ہے اس لیے اگر کوئی شخص اپنے کسی ایسے عضو کو کہ جس کے عطیہ کرنے سے میڈیکلی طور پر اس کو کسی قسم کا نقصان نہ ہو تو صحت مند اعضاء کو کسی بھی رشتہ دار یا غیر کو عطیہ کرنا چاہے۔

جس کی معاشرتی قانونی اور شرعی طور پر اجازت ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اعضاء کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے سٹیم سیلز ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جائے جیسے کہ جاپانی سائنسدانوں نے سٹیم سیلز ٹیکنالوجی کی مدد سے مصنوعی انسانی جگر تیار کرنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے اس جگر کے لیے سٹیم سیلز انسانی خون اور جلد سے حاصل کیے گئے تھے۔[75]

برطانیہ کے سائنسدانوں نے لباٹری میں سٹیم سیلز کی مدد سے انسانی اعضاء کی تیاری کا کام شروع کر رکھا ہے اس سلسلے میں خون کی نالیوں کے ساتھ ساتھ انسانی کان اور ناک بھی تیار کی جارہی ہیں۔ انہوں نے اپنی لبارٹری میں ایک برطانوی شہری کی ناک تیار کی جس کی ناک کینسر کی وجہ سے ضائع ہو گئی تھی۔ محققین نے اس کی چربی سے سٹیم سیلز لے کر دو ہفتوں کے لیے انہیں لباٹری میں نمو دی اور اس کے بعد اسے پڑھنے کے لئے اس شخص کے بازو سے پیوند کر دیا گیا تھا۔[76] اس ٹیکنالوجی کے استعمال سے نہ صرف انسانی اعضاء کی ضروریات کو پورا کیا جاسکے گا بلکہ علماء کے درمیان عطیہ اعضاء انسانی کا اختلاف بھی ختم ہو جائے گا۔

حوالہ جات

1. Ammon Curmi, "Teaching Ethics in Organ Transplantation and Tissue Donation" Haifa, Israil: Unesco Chair in Bioethics, 2010,4
2. R. Chadwick & U. Schuklenk (eds.), "Organ Transplant and Donors," in R. Chadwick (ed), Encyclopedia of Applied Ethics, Vol.iii (New York/London: Kulwer Academic Press,1998) 393.
3. www.slideshare.net/hachoo/organ -transplant 21.08.2015, 04:15pst
4. R. Vasanthan kumari , "Text book of Microbiology" New Delhi: BL publication, Pvt. Ltd. 54 Janpath,2007, p166
5. سید جمیلی، ڈاکٹر، آیات اللہ فی عملیات نقل القلب، مشمولہ مجلہ الازہر، جز نمبر ۵ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۷۱۰۔
6. http://www.gsds.org/faq/history.html%DB%94
7. محمد علی البار، ڈاکٹر، الموقف الفقہی والاخلاقی من قضیہ زرع الاعضاء، دار القلم بیروت، طبع اوّل ۱۹۹۰ء، ص ۷۸۔
8. www.islamonline.net.arabic
9. www.donors1.org/donation/history.html.
10. http://www.gsds.org/faq/history.html.
11. www.donors1.org/donation/history.html.
12. Ibid.
13. محمد علی البار، ڈاکٹر، الموقف الفقہی والاخلاقی من قضیہ زرع الاعضاء، دار القلم بیروت، طبع اوّل ۱۹۹۰ء، ص ۹۰۔۹۱۔

14. http://www.aljazeera.nethealth/2019/09/1-1-3.htm.
15. صبیحہ داغ، ڈاکٹر، الیعقیم لم ید مشکلۃ بلا حل، مشمولہ مجلہ العربی، شمارہ نمبر، ۵۵۲، نومبر ۱۹۷۹ء، ص ۱۳۔
16. روزنامہ جنگ لاہور، ۱۹ اپریل ۲۰۱۹۔
17. http://www.aljazeera.nethealth/2019/09/1-18-3.htm.
18. http://www.marrow.org/medical/cord-donation-advanced.html.
19. http://www.aljazeera.nethealth/2019/09/1-11-3.htm.
20. www.chrcrm.org/doc-contre-hudson.htm.
21. http://www.aljazeera.nethealth/2019/9/1-10-6.htm.
22. حلبی، علی بن برہن الدین، السیرۃ الحلبیہ، دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۰۰ھ
23. لطفی، صفوت حسن، ڈاکٹر، اسباب تحریم نقل وزرعۃ الاعضاء الآدمیہ، مشمولہ، مجلہ الازہر، مدیر، احمد عبد الہادی، ۱۴۱۵ھ، جلد نمبر ۱، ص ۱۷۔
24. اسلامی فقہی اکیڈمی، مکہ مکرمہ کا فیصلہ، ۱۴۰۵ھ/۰۷/۰۵ مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی کے فیصلے، ص ۴۷۔
25. کویت کی سرکاری کمیٹی کا فیصلہ، مجمع الفتاوی الشرعیہ الصادر عن قطاع الافتاء البحوث الشرعیہ، الکویۃ/ ۲۹۴ـ۲۷۳۔
26. مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا، اہم فقہی فیصلے، ء ص ۱۲ـ۱۳۔
27. مملکت اردن کی سرکاری کمیٹی کا فیصلہ،، ۱۸/۵/۱۹۷۷ بحوالہ، انتفاع الانسان باعضاء جسم، انسان آخرً حیاأؤمّیۃ، عبد السلام، ڈاکٹر، ص ۴۱۱/۱۰۔
28. مجمع البحوث الاسلامی جامعہ ازہر، مجلہ ازہر، جزاوّل، سلسلہ نمبر، ۷۰ ص ۴۶۔
29. سوڈان کی سرکاری کمیٹی کا فتویٰ
30. مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا فیصلہ، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ ۴، ج ۱، ص ۵۰۹۔
31. سالانہ رپورٹ، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲ء، اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، ص ۱۰۳ـ۱۰۴۔ http://www.aaif.govsd
32. الجزائر کی سرکاری کمیٹی کا فیصلہ، بحوالہ، الانتفاع باجزاالآدمی، عصیت اللہ، مولوی، فتویٰ تاریخ،، ۲۰/۴۰/۱۹۷۲ ص ۲۷۸۔
33. یورپین علماء کی مجلس افتاء کا فتویٰ، http://www.e-cfr.org
34. سعودی عرب کی سرکاری کمیٹی کا فیصلہ، ۱۴۰۲ھ/۱۱/۰۶ مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ ۱، ص ۳۷۔
35. ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب کا فیصلہ نمبر، ۹۹ـ۱۴۰۲/۱۱ـ۰۶، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ ۱، ص ۳۷۔
36. سالانہ رپورٹ، اسلامی نظریاتی کونسل ۲۰۰۲، ۲۰۰۱ء، ص ۱۰۳ـ۱۰۴۔
37. عبد الواحد، مفتی، ڈاکٹر، فقہی مضامین، مکتبہ مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۲۰۰۶ء ص ۳۶۳۔
38. اسلامی فقہی اکیڈمی مکہ مکرمہ کا فیصلہ، ۱۴۰۵ھ/۰۷/۰۵ مجمع الفقہ الاسلامی کے فیصلے، ص ۴۷۔
39. مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا فیصلہ، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ ۴، ج ۱، ص ۵۰۹۔
40. مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا، اہم فقہی فیصلے، مکتبہ ادراۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱۹۹۹ء، ص ۱۲ـ۱۳۔
41. مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا، اہم فقہی فیصلے، مکتبہ ادراۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱۹۹۹ء، ص ۱۲ـ۱۳۔
42. سعیدی، غلام رسول، مولانا، شرح صحیح مسلم، مکتبہ فرید بک سنٹر، لاہور، طبع اوّل، ۱۹۹۸ء ۷۵۸/۴ـ۷۶۰۔
43. انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے، ص ۱۹۴-۱۹۳۔

44. کاسانی، علاء الدین ابو بکر، بدائع الصیائع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع دوم، ۱۹۸۶ء، ۵/۱۳۲۔

45. شافعی، أبو عبداللہ محمد بن ادریس، الام، دار المعرفہ، بیروت، ۱۹۹۰ء، ۱/۵۴۔

46. ابن قدامہ، موفق الدین، المغنی، مکتبہ قاہرہ۔ س-ن، ۱/۴۱۔

47. دسوقی، محمد بن أحمد مالکی، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر، دار الفکر، بیروت، س-، ۱/۶۳۔

48. مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر ۶، ج ۳، ص ۲۱۲۵۔

49. محمد نعیم یاسین، ڈاکٹر، حقیقۃ الجنین و حکم الانتفاع بہ زراعۃ الاعضاء والتجارب العلمیہ، مشمولہ فقہیہ قضایا طبیہ معاصرہ، ص ۱۲۰، ۱۱۹۔

50. احمد رجائی، ڈاکٹر، الرویۃ الاسلامیۃ لزراعۃ بعض الاعضاء البشریۃ، ثبت اعمال الندوہ، منعقدہ ۲۳ ۱ کتوبر ۱۹۷۹ء سلسلہ مطبوعات، کویت، ص ۴۸-۲۴۱۔

51. سورۃ طٰہٰ، ۱۱۴: ۲۰۔

52. المؤمنون، ۲۳: ۱۲۔

53. احمد رجائی، ڈاکٹر، الرؤیۃ الاسلامیۃ لزراعہ بعض الاعضاء البشریۃ، ص ۴۸-۲۴۱۔

54. عبد السلام عبادی، ڈاکٹر، حکم الاستفادۃ من الاجنۃ المجھضہ او الزائدۃ عن الحاجۃ، مشمولہ مجلہ الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر ۶، ج ۳، ص ۱۸۳۶۔

55. مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر ۶، ج ۳، ص ۲۱۲۵۔

56. الرویۃ الاسلامیہ لبعض الممارسات الطبیبیہ، ثبت اعمال الندویہ، منعقدہ ۱۸پریل، ۱۹۸۹ء کویت، ص ۶۷۰۔

57. ڈے این اے ٹیسٹ کے شرعی مسائل، اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا، دار الاشاعت، کراچی ص ۳۹۔

58. انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے، مترجم فہیم اختر ندوی، ایفا پبلیکیشنز، نئی دلی، ایڈیا، طبع دوم ۲۰۱۲ء ص ۱۸۸۔

59. عصمت اللہ، ڈاکٹر، اعضائے تناسل کی پیوندکاری کا شرعی حکم، مشمولہ المباحث الاسلامیہ، جامعۃ المرکز الاسلامی، بنوں جولائی ۲۰۰۸ء، ص ۱۰۹-۱۱۔

60. صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب مایکرہ من التبتل والخصاء، ۷/۴، ح: ۵۰۷۵۔

61. سیقیطی، محمد مختار ڈاکٹر، احکام الجراحۃ الطبیہ و آثارہا المرتبہ علیھا، مکتبۃ الصحابہ، س-ن، ص ۳۶۸۔

62. سیقیطی، احکام الجراحۃ الطبیہ، ص ۳۹۲-۲۹۸۔

63. مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر ۶، ج ۳، ص ۲۱۳۶۔

64. حمداتی، ڈاکٹر، زراعۃ الغدود التناسلیۃ، مشمولہ مجلہ المجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر ۶، ج: ۱، ص ۲۵۳۹: ۲۵۳۲۔

65. بخاری، ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الموصولہ، ۵/۲۲۱۹ دار طوق النجاہ، ۱۴۲۲ھ، ح: ۵۵۹۹۔

66. حمداتی، ڈاکٹر، زراعۃ الغدود التناسلیۃ، مشمولہ مجلہ المجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر ۶، ج: ۱، ص ۲۵۳۸۔

67. محمد الاشفر، ڈاکٹر، نقل وزراعۃ الاعضاء التناسلیہ، مشمولہ ثبت اعمال الندوہ، کویت، ص ۵۴۶۔

68. عارف علی عارف، قضایا فقہیہ فی نقل الاعضاء البشریۃ، دار لکتب العلمیہ، ۲۰۱۲ء، ص ۱۳۰۔

69. www.saaid.net/post/yousf17hotmail

70. شیخ عطیہ صفر، فتاویٰ دار الافتاۃ، مصر، فتویٰ: ۴۷۔

71. سنقیطی، احکام الجراحۃ الطبیہ، ص ۳۹۵۔

72. مصطفٰی الذھبی،ڈاکٹر، نقل الاعضاء بین الطب والدین، مکتبہ دارالحدیث قاہرہ، طبع اول ۱۹۹۳ء ص ۵۱۔
73. مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر ۶، ج، ۳ ص ۲۱۵۵۔
74. انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے، ص ۱۸۷۱۸۔۵
75. http://ur.shafaqna.com/general/item/10889(Cited:03-09-2019)
76. http://www.dw.de//a-17581831(Cited:02-09-2019)